اُستاذ العلماء مولانا محمد انور بدخشانی اور فارسی ترجمہ قرآن

مولانا محمد شفیع چترالی

اللہ تعالیٰ کا اس امت کے لیے بلکہ تمام انسانیت کے لیے سب سے خوبصورت تحفہ قرآن کریم ہے جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے شفاء، ہدایت اور نور کا ذریعہ ہے۔ امت کے ذلت وادبار کے موجودہ دور میں بھی ہمارے لیے اطمینان اور تسلی کا یہ ایک پہلو موجود ہے کہ اس امت کے پاس اللہ کا کلام آج بھی اپنی اصل صورت میں موجود ہے جس کی طرف کسی بھی لمحے رجوع کر کے ہم دوبارہ رفعتوں اور بلندیوں کی طرف سفر شروع کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم کو پڑھنے، یاد کرنے، اپنے سینوں میں محفوظ رکھنے، اس کے معانی ومعارف کو سمجھنے سمجھانے اور اس کی تعلیمات کو پھیلانے میں ہر دور ہر زمانے میں کام ہوا ہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ امت کے افراد اور علماء میں سے جس جس نے بھی جتنے جذبے، لگن اور محنت کے ساتھ قرآن کی خدمت کی ''ان اللّٰہ یر فع بھذا لقر آن اقواما کی بشارت کے عین مطابق قرآن کریم نے اس کے مقام اور مرتبے کو اتنا ہی بلند کر دیا۔ اگر ہم ہندوستان کی ہی مثال سامنے رکھیں تو یہاں قرآن کریم کی سب سے زیادہ خدمت حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان نے کی اور اللہ نے اس خدمت کے عوض اس خاندان کو پورے برصغیر کے لیے علمی وروحانی سند کا درجہ عطا فرمایا۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل تحریر فرمائے جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک شہ پارہ ہے تاہم حضرت کی دیگر تمام تصانیف کو اگر ایک طرف اور ''بیان القرآن'' کو دوسری طرف رکھا جائے تو ان کی قرآن دانی کا یہ شاہکار سب پر بھاری نظر آتا ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا اصل شعبہ افتاء تھا، اس شعبے میں مفتی صاحب کا کام ان کے علمی مقام ومرتبے کے بیان کے لیے کافی ہے لیکن آج حضرت مفتی صاحب کا زیادہ تعارف ''معارف القرآن'' کے مولف کی حیثیت سے ہی کیا جاتا ہے۔ مفتی صاحب کے قابل فخر صاحب زادے شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثانی کی تصنیفات سے آج ایک دنیا استفادہ کر رہی ہے اور مفتی صاحب نے جس موضوع پر بھی لکھا اس کا حق ادا کیا ہے لیکن

''آسان ترجمہ قرآن'' ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جو تاریخ میں ان کے نام کو امر کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ بنے گا۔

ہمارے استاذ گرامی مولانا محمد انور بدخشانی استاذ حدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ایک عظیم الشان خدمت کرنے کی سعادت بخشی اور ان کی زندگی میں ہی اس خدمت کو ایسی پذیرائی عطا فرمائی کہ یہ نہ صرف ان کے لیے بلکہ پورے پاکستان کے لیے ایک بڑا اعزاز بن گیا۔ مولانا کا فارسی ترجمہ قرآن مدینہ منورہ میں قائم ''مجمع الملک فہد لطباعۃ القرآن الکریم'' جو کہ قرآن کریم کی مختلف زبانوں میں طباعت واشاعت کا سرکاری ادارہ ہے، نے فارسی زبان میں لکھے گئے تمام تراجم میں سے منتخب کر کے شائع کیا اور یہ ترجمہ اب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر سعودی حکومت کی جانب سے پوری دنیائے فارسی میں مفت تقسیم ہو رہا ہے۔ اس وقت دنیا میں کئی ممالک ہیں جن کی قومی زبان فارسی ہے اور وہاں بڑے بڑے علماء موجود ہیں، اس کے باوجود پاکستان کے ایک عالم کا ترجمہ قرآن طباعت کے لیے منظور ہونا پاکستان کے لیے اور پاکستان کے دینی مدارس کے لیے اور بالخصوص مادر علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے لیے بڑے فخر کی بات ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سعودی حکومت نے افغانستان کی وزارت مذہبی امور سمیت متعدد فارسی زبان بولنے والے ممالک کے حکام سے اس سلسلے میں تجاویز مانگیں تو سب سے زیادہ آراء مولانا بدخشانی کے ترجمے کے حق میں آئیں اور کچھ لوگوں نے مخصوص وجوہ کی بناء پر اس رائے سے اختلاف کیا تو ان سے کہا گیا کہ آپ اس پائے کا دوسرا ترجمہ لے کر آئیں مگر وہ اس کی مثل نہ لا سکے۔

یہ فخر اور اعزاز حاصل کرنے سے پہلے استاذ گرامی مولانا انور بدخشانی نے بہت طویل علمی سفر طے کیا۔ قرآن کریم کو سمجھنے، سمجھانے کے لیے جتنے علوم اور معاون فنون (بیس کے قریب) برصغیر پاک و ہند میں پڑھائے جاتے رہے ہیں، ان میں سے ہر علم اور فن کو مولانا نے پڑھا، پڑھایا اور ان میں سے تقریباً ہر ایک علم پر ایک یا ایک سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ اگر میری اس بات کو تلمیذانہ عقیدت پر محمول نہ کیا جائے تو میری نظر میں (جو کہ یقیناً محدود ہے) اس وقت پاکستان میں کوئی ایسا عالم موجود نہیں ہے جو تقریباً تمام مروجہ منقولات و معقولات پر مولانا انور بدخشانی جیسا مجتہدانہ عبور رکھتا ہو۔ تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، بلاغت، منطق، فلسفہ اور صرف ونحو وغیرہ کی وہ کتابیں جو موجودہ نصاب میں شامل ہیں، وہ تو آپ نصف صدی سے پڑھا رہے ہیں اور ان میں سے ہر موضوع پر آپ کی کتابیں بہت سے اداروں میں شامل نصاب ہیں۔ (آپ کی تصانیف کی تعداد چالیس ہے) اس کے علاوہ معقولات کی وہ اعلیٰ پائے کی کتابیں جن کے صرف نام لوگوں کے ذہنوں میں باقی رہ گئے ہیں، مثلاً صدرا، شمس بازغہ، خیالی، مطول، مسلم الثبوت، سلم، ملاحسن، قاضی مبارک، حمد اللہ، شرح مواقف، شرح چغمینی وغیرہ، یہ سب کتابیں مولانا نے اپنے زمانے کے جید ترین معقولی علماء سے باقاعدہ پڑھ رکھی ہیں۔

مولانا انور بدخشانی کا مختصر خاندانی و تعلیمی پس منظر یہ ہے کہ آپ 1943ء کو افغانستان کے صوبہ بدخشان کے گاؤں زردہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے چچا مولانا محمد شریف افغانستان کے نامور عالم دین تھے جو جامعہ امینیہ دہلی کے فاضل اور مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہؒ کے ممتاز شاگرد تھے۔ اس طرح مولانا نے ایک علمی ماحول میں آنکھ کھولی ور قرآن کریم اور عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے چچا سے ہی حاصل کی۔ اس زمانے میں تخار افغانستان میں علم وادب کا ایک بڑا مرکز تھا، اس لیے آپ نے درجات ثانویہ میں صرف ونحو، ادب، بلاغت، فقہ، تفسیر اور منطق کی کتابیں وہاں جا کر پڑھیں اور چھ سال کے عرصے میں اس زمانے کی غیر نصابی ترتیب کے مطابق بیسیوں کتابیں پڑھیں اور ان موضوعات پر بڑی کتابوں کی تعلیم کے لیے دوبارہ اپنے چچا مولانا محمد شریف کی خدمت میں حاضر ہوئے، مشکوۃ اور مطول تک کتابیں ان سے پڑھیں۔ پھر آپ 1965ء پاکستان تشریف لائے اور کچھ عرصہ کوہاٹ کے دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن میں رہے اور منقولات میں بیضاوی شریف اور معقولات میں میبذی وقاضی مبارک تک کی کتابیں وہاں پڑھیں۔ 1966ء میں آپ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخل ہوئے اور فرید العصر مفتی محمد فریدؒ و دیگر مشائخ سے تفسیر، عقائد اور فقہ کی کتابوں کی تکمیل کی اور پھر معقولات کی تکمیل کے لیے سوات کا قصد کیا اور دارالعلوم سیدو شریف و دیگر مدارس میں وقت کے ممتاز معقولی علماء مارتونگ باباجیؒ و دیگر سے منطق، فلسفہ، فلکیات، ہندسہ، حساب وغیرہ کی بیشتر مشہور کتابیں پڑھیں۔

اس کے بعد آپ کراچی تشریف لائے اور محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ و دیگر مشائخ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ کراچی کے بزرگوں نے بدخشان کے اس ہیرے کی خوب قدر دانی کی، مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اپنی صاحبزادی آپ کے عقد میں دی اور ان کی وفات کے بعد مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ کی نواسی اور دارالعلوم کراچی کے ناظم اول مولانا نور احمد صاحب کی صاحبزادی آپ کی رفیقہ حیات بنیں۔ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ نے آپ کو جامعہ فاروقیہ میں تدریس کے لیے منتخب فرمایا اور دو تین سال بعد حضرت بنوریؒ نے آپ کو ان سے واپس مانگ لیا۔ 1972ء سے تاایں دم آپ اپنے شیخ کے ادارے سے وابستہ ہیں۔ مولانا محمد انور بدخشانی نے نصف صدی سے زائد عرصہ کراچی میں گزارا مگر ان کی زبان، لہجے اور تلفظ پر فارسی کا اثر آج بھی غالب ہے، ہم کبھی سوچا کرتے تھے کہ اگر استاذ جی اردو زبان وادب پر توجہ دیتے تو شاید عربی اور فارسی کی طرح اردو میں بھی آپ کی علمی خدمات کا فیض عام ہوتا، مگر اب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ نے شاید فارسی زبان میں آپ سے اتنا بڑا کام لینا تھا، اس لیے فارسی کے ساتھ آپ کا رشتہ کمزور نہیں ہونے دیا..... **واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون۔**